مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ

رمضان المبارک

عبادات کا موسم

بہار کا موسم آتے ہی دہر میں رُوح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں، سوئی ہوئی اُمنگیں جاگ اُٹھتی ہیں اور چستی اور توانائی کا دَور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ جسم و مادہ کی کائنات میں آفتاب کا پورا دور گذر جانے کے بعد یہ موسم آتا ہے اور طبیبوں کا بیان ہے مادۂ فاسد وضع کرنے اور مسہل لینے کا یہ بہترین زمانہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح روح و جسم کی کائنات میں چاند کا ایک دور گذر جانے کے بعد موسم بہار آتا ہے۔

رحمتِ کاملہ و محبوبیتِ مطلقہ نے اپنے وفا شعاروں، اپنے سرمستوں کے لیے ایک خاص مہینہ "ماسوا" سے بے نیاز و بے تعلق رہنے کا مقرر کر دیا جس کو اصطلاح میں "رمضان" سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اے حسنِ ازل سے پیمانِ وفا باندھنے والو! اے اپنے محبوب کی یکتائی کا کلمہ پڑھنے والو! اگر اپنے دعوٰی میں سچے ہو تو آؤ اپنے طریقِ عشق و آئینِ اُلفت میں ایک مہینہ تک ماسوا پر نظر کرنا تک ناجائز سمجھو اور اپنی تمام نفسیاتی لذتوں کو ایک بڑی اور حقیقی لذت کے تصور پر قربان کرتے رہو کہ یہی نفسیاتی لذتیں اس شاہدِ حقیقی کے وصال کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔

اس حکم سے مقصود تم کو تکلیف میں ڈالنا نہیں، تمہاری جان کو ہلکان کرنا نہیں بلکہ مقصود خود تمہاری ہی فلاح و بہبود ہے، تمہارے ہی کمالات کی نشوونما اور تمہاری ہی ترقی ہے، تم ہی میں ضبطِ نفس پیدا کرنا تم ہی کو خود خواہشات نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا ہے، تمہاری پاکیزگی کی چھپی ہوئی قوت کو اُبھارنا اور تمہیں حیوانات کے غار سے نکال کر ملوکیت کے آسمان پر پہنچانا ہے۔ تمہاری بوالہوسی جو تمہاری خودداری پر غالب آجاتی ہے اُس کو توڑنا منظور ہے، تمہاری راہِ عروج میں ہر طرح کی سہولت پیدا کرنا ہے اور تمہارے ہی چھپے ہوئے اندرونی دشمنوں یعنی بدی کی طاقتوں کو ہلاک و نابود کرنا مقصود ہے اور پھر یہ آزمائش دائمی نہیں، تمہاری ساری عمر کے لیے نہیں، کسی بڑی لمبی مدت کے لیے نہیں بلکہ گنتی کے چند روز یعنی گیارہ مہینے کے بعد رمضان کا ایک مہینہ آتا ہے۔ یہ ماہِ مبارک صرف اسی لحاظ سے مبارک نہیں کہ اس میں انسان صبر و ضبط کی خدائی طاقتوں سے نوازا جاتا ہے بلکہ اس خیر و برکت والے مہینے کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اس ماہ میں اوّل اوّل دنیا کیلئے بہترین، کامل ترین و جامع ترین ہدایت نامہ

اتارا گیا اور اسی چاند میں انسانیت کے ظلمت کدہ کو نورانیت کے بدرِ کامل سے پُرانوار بنایا گیا اور اسی بابرکت موسم میں انسان کے کان میں پہلی بار نغمۂ ازل کی سُریلی آواز بیہوشوں کو بیدار اور ہوشیاروں کو مست کرنے والی پکار پہنچی جس سے بڑھ کر کوئی دولت، جس سے اُونچی کوئی نعمت، جس سے برتر کوئی رحمت عالم تصور میں بھی موجود نہیں ۔

قیس عامری کے پاس اگر لیلیٰ کا کوئی مکتوب یا پیام آجاتا تو کس طرح اپنی جان نثار کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ؟ حسن ازل کے شیدائی بھی نامۂ یار کے ورود کے زمانے کو کیونکر بھول سکتے ہیں، جب یہ زمانہ آجائے گا اس کی یاد میں بے تاب ہو جائیں گے اور پاک گھڑی کی پاک سالگرہ منانے میں اپنی بھوک پیاس تک بھول جائیں گے، موسم بہار کی فرحتیں، طراوتیں اور نشاط انگیزیاں بڑے افسردہ دلوں تک میں اُمنگ پیدا کر دیتی ہیں۔ ماہ مبارک کی برکتوں، فضیلتوں اور نعمتوں کا ذکر شکر بڑے سے بڑے بدہمت اور افسردہ لوگوں کو جوش پیدا ہو جاتا ہے ۔

یہ بہار کا موسم جب کسی کے شوق وارمان میں گذرے، یہ متبرک گھڑیاں جب کسی کی یاد میں بسر ہوں گی، یہ مبارک دن جب کسی کے اشتیاق میں بھوک پیاس میں صرف ہوں گے، یہ برکت والی راتیں جب کسی کے انتظار میں آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹیں گی تو ناممکن ہے کہ روح میں لطافت، قلب میں صفائی اور نفس میں پاکیزگی پیدا نہ ہو، اس حالت میں قدرتی بات ہے کہ سوز دل اور تیز ہو جائے، قرب و وصل کی تڑپ اور بڑھ جائے، تزکیہ و مجاہدہ کے اثر سے زنگ دور ہو کر کسی کا عکس قبول کرنے کے لیے آئینۂ قلب بے قرار و مضطرب ہونے لگے۔ ٹھیک یہی گھڑی ذوقِ طلب، ذوقِ انتظار، سوال اور اجابتِ دُعا کی حاجت مند اور کریمی، گدائی اور شاہی، بندگی و بندہ پروری کے درمیان ناز و نیاز کی ہوتی ہے، اس منزل پر پہنچتے ہی غیب سے یہ صدائے بشارت کان میں آنے لگتی ہے کہ:

> "اے ہمارے پیغام پہنچانے والے! ہمارے شیدائی، ہمارے پرستار، ہمارے بندے اگر تم سے ہمارا پتہ پوچھیں تو اُن کو بتا دو کہ ہم اُن سے کچھ دُور نہیں ہم تو ان سے بہت ہی قریب ہیں، ہمیں دل کی تڑپ کے ساتھ پکاریں تو سہی، ہم پر بھروسہ رکھیں! اس سے وہ سیدھی راہ پا کر منزلِ مقصود تک پہنچکر رہیں گے۔"

نماز میں عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح روزہ دار کو اخلاقِ الٰہی کے ساتھ کسی درجہ مناسبت و مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ بھوک اور پیاس سے بے نیازی، صبر و ضبط، قوت و احتیاط، حلم و تحمل، عفو و درگذر، یہ سب شانیں بندہ کی ہیں یا مولیٰ کی؟ عبد کی یا معبود کی؟ خاک کے پُتلے کی ہیں یا آسمان کے فرمانروا کی؟ پھر یہ کیونکر ہے کہ جو شئے، کچھ ہی دیر کے لیے سہی، اس کی کیفیت سے مناسبت پیدا کر رہی ہو، جو شئے ذرہ میں آفتاب کا پرتو ڈال رہی ہو، جو شئے آئینہ میں جلا پیدا کر کے اسے نورانیتِ کاملہ کا عکس قبول کرنے کے قابل بنا رہی ہو، آپ اس نعمتِ عظمیٰ کی جانب لپکنے سے تامل کر رہے ہیں!

حدیثِ قدسی کے الفاظ یاد کیجئے :۔

"روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں خود ہوں، حُوریں نہیں، جنّت کے قصر و محل نہیں، کوئی اور ایسی نعمت نہیں جسے مادّی عقل سمجھ سکے بلکہ میں خود اس کا اجر ہوں"

یہ کون کس سے کہہ رہا ہے؟ آفتاب ذرہ سے نہیں، مخدوم خادم سے نہیں، شاہ گدا سے نہیں بلکہ خالق مخلوق سے ہے، معبود عبد سے، خدا بندہ سے۔ کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری نعمتیں، ساری برکتیں، ساری بادشاہتیں مل کر بھی اس ایک اجر کے سامنے پیش کی جاسکتی ہیں؟ کیسی دردناک نادانی ہوگی کہ اتنے ارزاں سودے کو بھی اپنی غفلت و بے پرواہی کی نذر کر دیا جائے۔

یقین کیجئے کہ اگر آپ نے اس حکم کی تعمیل کی تو آپ کے مرتبہ پر زمین پر بسنے والے نہیں، آسمان پر اُڑنے والے فضائے قدس میں سانس لینے والے، حریم عرش کے پائے تھامنے والے رشک کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج یہ شاعری معلوم ہو رہی ہو لیکن کل انشاءاللہ یہ حقیقت ہو کے رہے گی۔

روزہ جسم و روح دونوں کے ایک خاص ضبط و انضباط، تزکیہ و تنقیہ اور پرہیز و احتیاط کا نام ہے، اس کے تمام ہونے پر انتہائی لطف و راحت، لذّت و فرحت محسوس ہونی چاہیئے۔

اگر آپ ایسا محسوس نہیں کرتے ہیں تو یقیناً آپ ہی کا قصور ہے اور یہ لازمی ہے کہ روزہ کی شرطیں آپ توڑ چکے ہیں اور اس کے جو آداب نگاہ میں رکھنے تھے وہ آپ نے نہیں رکھے۔

اگر آپ وہی کرتے ہیں جو ایک روزہ دار کو کرنا چاہیئے تو آپ کا دن اور آپ کی رات، آپ کی دوپہر، آپ کی سہ پہر، آپ کی شام، غرض آپ کے وقت کی ہر گھڑی آپ کے دل کی قلعی کھلائے رکھے گی، افسردگی اور اُداسی کے لیے بے مفہوم ہوگی اور سرور و نشاط کی ہوائیں آپ کی روح کو تر و تازہ رکھیں گی۔

روزہ کے معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ سارا دن آپ اپنے تئیں اپنی آنکھ اور کان، اپنے منہ اور زبان، اپنے دل اور دماغ، اپنے ہاتھ اور پیر اور اپنے جسم و جان، غرض اپنے سارے وجود کو ہر ٹیڑھی راہ سے روکے رہیں گے، ہر کجی اور کج روی سے باز رکھیں گے جو اس کا فطری حق اور اس کی سچی غایت ہے، زبان اگر کھلے گی تو صرف کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امرِ حق کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پیر اگر حرکت کریں گے تو صرف سچائی کی راہ میں۔

مادّی زندگی کے سب سے بڑے اور طاقتور مظہر سورج کے ڈوب جانے پر جب آپ اس ذات کے شکر کے ساتھ جس نے آپ کو یہ توفیق دی، اپنا جائزہ لیں اور اپنی اس نذر، ہر شرط کو پوری طرح ادا کیا ہوا پائیں تو دنیا کے کس لفظ میں اور کس عبارت میں اس کیفیت کو ادا کرنے کی قدرت ہے، رضائے الٰہی آپ میں اور آپ رضائے الٰہی میں جذب ہونگے۔

راحت ولذت، لطف ومسرت، سرور و نشاط، انبساط، یہ سارے الفاظ اس بڑی فرحت (افطار) کی کیفیت کو ادا کرنے کے لیے کافی ہیں جو ان سب سے بڑی فرحت (دیدارِ الٰہی) کا پیش خیمہ ہے جس سے موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السلام) جیسے پیغمبر باوجود شوق و تمنا کے اس دنیا میں محروم رہے۔

آپ کہتے ہیں کہ خدا کے فضل سے روزہ دار ہیں، ماہِ رمضان کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں لیکن پھر یہ کیا ہے کہ آپ کی اندرونی زندگی میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا۔ غصہ اب بھی آپ کو برابر آتا رہتا ہے بلکہ شاید کچھ اور بڑھ کر آتا ہے۔ دوسروں کی عیب چینی میں اب بھی آپ کو ویسا ہی مزا آتا ہے۔ نفسانی خواہشوں، لڑنے اور جھگڑنے کے منصوبوں میں اب بھی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ دن میں بے شبہ آپ کھاتے پیتے نہیں ہیں لیکن وقت کا بڑا حصہ بجائے عبادتوں کے سونے اور بیکاری میں گذارتے ہیں یا پھر سحری طعام اور افطار پارٹیوں کے اہتمام و انتظام میں وہ لذیذ اور ثقیل غذائیں جن سے آپ کا ذائقہ سال میں گیارہ مہینے بالکل نامانوس رہتا ہے، آپ اسی ماہِ صبر و تقویٰ کے لیے اٹھا رکھتے ہیں اور وقت اور روپیوں کا اچھا خاصا اس ماہ مبارک کی دعوتوں اور ضیافتوں میں صرف فرماتے ہیں۔ کیا اسی روزہ داری پر آپ خوش ہیں؟ کیا اسی کا نام آپ کے خیال میں ماہِ مبارک کا احترام ہے؟

ایک شخص قند اور دودھ کا نفیس شربت تیار کرتا ہے مگر اس میں کچھ مکھیاں پیس کر ملا دیتا ہے، آپ ایسے شخص کی صحتِ دماغی کے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہیں؟ ایک شخص لذیذ سے لذیذ کھانا خوان میں لگا کر لاتا ہے لیکن اس میں تھوڑی سی غلاظت بھی ملا دیتا ہے، آپ اس بدنصیب کی عقل و فہم پر ماتم کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟ یقین فرمائیے، کہ اس سے کہیں زائد موجبِ تاسف، مستحقِ ماتم اس بدنصیب کی حالت ہے۔ جو روزہ رکھ کر بھی غصہ کر کے، عیب چینی میں مصروف رہ کے، نفسانی خواہشوں، راحتوں اور لذتوں کو اپنے ہاتھوں غارت کرتا رہتا ہے، اور جو حرمان نصیب سرے سے روزہ کو ترک کیے ہوئے ہیں ان بے چاروں کو تو بس اللہ ہی سیدھی سمجھ اور نیک ہدایت کی توفیق بخشے۔ آمین

خطباتِ احرار

کتاب شائع ہو گئی ہے

مجاہد ملت آغا شورش کاشمیری مرحوم کی مرتبہ "خطباتِ احرار" جو کہ پہلی بار ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئی تھی، نادر و نایاب ہو جانے کے سبب دوبارہ آفسٹ طباعت پر شائع کی گئی ہے۔ مجاہدینِ احرار کے لیے خصوصی رعایت۔ صرف ۱۲/- روپے کا منی آرڈر بھیجکر منگوالیں۔ ڈاک خرچ معاف۔

ملنے کا پتہ۔ محمد رمضان میمن ایجنٹ ماہنامہ الحق
معرفت اقبال بک ہاؤس صدر، کراچی ۳